جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

بیاد
محدثِ کبیر عالمِ ربانی حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

ماہنامہ انوارِ مدینہ

شوال المکرم ۱۴۳۲ھ ستمبر 2011ء

- کیا یہ درست ہے؟
  اپنے مسلک کو چھوڑو نہیں اور دوسرے کے مسلک کو چھیڑو نہیں۔
- وحدتِ فکرِ انسانی
- اسلام اور سیاست
- مولانا انور شاہ کشمیری علیہ رحمۃ اللہ اور ان کے تلامذہ کی علمی خدمات

جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امسال 11 پریل 2011ء کو قدامہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ مدینہ منورہ میں روضہ اطہر پر حاضری ہوئی۔ اتفاق ایسا کہ قدمین شریفین کی طرف وسیع خالی جگہ مل گئی فللّٰہ الحمد والمنۃ اور وہیں ارتجالاً مندرجہ ذیل نعت کی توفیق ارزاں ہوئی۔

سجدہ گہہ نیاز ہے اور یوم عید ہے — طیبہ کی حاضری ہے کہ جنت کی دید ہے

اس بقعے میں حیات وہ دائم شہید ہے — جو مرتبت ہے آج، کل اس سے مزید ہے

کیا پھوٹتا ہے نور، جسد عالی مقام سے — اور ہر نگاہ جو پڑتی ہے، شاہ کلید ہے

ہراِک سلام پہ یہ توجہ یہ التفات — دریائے جود و عالم دید و شنید ہے

جو فرش چھو رہا ہے شہ والا تبار کو — مٹی ہے وہ یا برتر از عرش مجید ہے

اے چشم اشکبار ذرا حوصلہ تو کر — کیوں تیرہ بخت ہے، دل نا اُمید ہے

ساکن یہاں کا شافع یوم وعید ہے — ہم عاصیوں کا کعبۂ نظرِ اُمید ہے

زائر ہے گرچہ ساقیا نااہل و بے ہنر — کیوں تشنہ کام ہو کہ مرید رشیدؒ[1] ہے

کیا اس سے بڑھ کے ہوگا نصیب سکندری — کہہ دیں وہ حشر میں یہ ہمارا سعیدؔ ہے

---

[1] حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ

❁ ...... ❁ ...... ❁

علمی دینی اور اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ

الحامد

لاہور

جلد نمبر: 3 | شوال المکرم ۱۴۳۲ھ ستمبر 2011ء | شمارہ نمبر: 15

نگران

حضرت اقدس مولانا **سید رشید میاں** دامت برکاتہم

مدیر

مفتی محمد سعید خان

مجلس مشاورت

- مولانا شیر الرحمٰن
- مولانا حبیب اللہ اختر
- محمد اورنگ زیب اعوان
- کمپوزنگ: سہیل عباس خدامی

رابطہ نمبر: 0333-8383337
0333-8383336

E.Mail: alnadwa@seerat.net
www.seerat.net

زرتعاون

فی شمارہ:30روپے، ششماہی:150روپے، سالانہ:300روپے

بیرون ملک

امریکہ، تھائی لینڈ، جنوبی افریقہ
ویسٹ انڈیز، ناروے وغیرہ 30 امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مسقط
بحرین، ایران، عمان، انڈیا وغیرہ 25 امریکی ڈالر
بنگلہ دیش 20 امریکی ڈالر

اکاؤنٹ نمبر: 0060-0081-002374-01-9
الحبیب بینک پاکستان

پتہ برائے خط و کتابت و ترسیل زر

دفتر ماہنامہ الحامد: الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ، مین مری روڈ، چھتر، اسلام آباد پاکستان 46001

مولانا نعیم الدین طابع و ناشر نے پرنٹ یارڈ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''الحامد'' لاہور سے شائع کیا

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مصنف	عنوانات	نمبر شمار
3	مدیر کے قلم سے	کیا یہ درست ہے؟ اپنے مسلک کو چھوڑو نہیں اور دوسرے کے مسلک کو چھیڑو نہیں۔	1
16	مفتی محمد سعید خان	تفہیم الفرقان	2
26	مولانا محمد خان شیرانی	وحدتِ فکرِ انسانی	3
40	مولانا سجاد الحجابی	اسلام اور سیاست	4
50	محمد اورنگ زیب اعوان	مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے تلامذہ کی علمی و تصنیفی خدمات	5
63	مولانا حبیب اللہ اختر	آپ کے مسائل اور ان کا شرعی حل	6

اداریہ

کیا یہ درست ہے؟

”اپنے مسلک کو چھوڑو نہیں اور دوسرے کے مسلک کو چھیڑو نہیں۔“

مدیر کے قلم سے

③ جو کذب الٰہی ممکن کہے ملحد ہے۔

کوئی دریافت کرتا کہ جناب احمد رضا خان صاحب دنیا میں کہاں یہ اصول پایا جاتا ہے کہ متکلم اپنے کلام کی خود تشریح کرے، تو وہ نا قابل قبول ٹھہرے اور فریق مخالف مصر ہو کہ تمہارے کلام کی جو تشریح میں کر رہا ہوں، تم اسے مانو، مان نہ مان میں تیرا مہمان! کیا دھونس جمانا ہے؟

کذب الٰہی اور امتناع النظیر کے مسائل پر جو قلم علامہ فضل حق خیر آبادی صاحب نے اُٹھایا تھا، کیا وہ اس زمانے کے شرفاء دہلی کی زبان تھی۔ حضرت مولانا حیدر علی صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کا ردّ کیا تھا، وہ تو درحقیقت حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو جواب تھا، اور اپنے مخاطب کو الجاہل الذاہل (جاہل اور علم سے بے خبر) دجاجلہ شیاطین (پرفریب، شیاطین) خبیث اور یہ کہ

مولوی شاہ عبدالعزیز کہ این پلید مرید، مرید شان است. (امتناع النظیر، ص:۷۰) مولوی شاہ عبدالعزیز کہ یہ ناپاک شخص مرید ہے اور پھر مرید بھی انہی (شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کا ہے۔

لکھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر طنز اور آخر پر جو قصیدہ لکھ کر اپنے مخالفین کی خبر لی ہے، علم یہ سکھاتا ہے؟ اور پھر ساری کتاب میں اپنے مخاطب کو ذلت آمیز خطابات سے یاد کرنا یہ کون سی تہذیب ہے؟

مدت دراز کے بعد انگلینڈ کے ایک صاحب جناب قمر الزمان صاحب نے اپنے والدین الحاج

وزیر محمد صاحب اور محترمہ بی بی جان صاحبہ کے ایصال ثواب میں یہ کتاب بتوسل جناب مولوی محمد خان صاحب بریلوی قادری، دسمبر 1999ء میں چھپوائی ہے۔ ہمارے ان دیار میں اب کیا دیوبندی، اور کیا بریلوی اسلام سے منسوب کسی بھی فرقے کا کوئی بھی عالم دین نہ تو اس کتاب کو پڑھ سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ سمجھانا تو دور کی بات ہے۔ (1) منطق، فلسفہ اور علم کلام پر اب کس کو عبور ہے کہ ایسی کتابوں کو سمجھنے کا دماغ ہو۔ علم ہے تو برائے نام اور معلومات ہیں تو سطحی، فارسی جو ایسی کتابوں کی بنیادی زبان ہے، اسی کا اخراج جب مدارس عربیہ سے ہو گیا، تو پھر کس برتے پہ کوئی ایسی ادق کتابوں کو سمجھنے کے ادّعا کرے۔

علم اور مطالعے کا فاتحہ فراغ خود ہر مکتب فکر کے علماء ہی نے پڑھ دیا تو اب

ع اب کے رہنما کرے کوئی

یہ کتاب جناب احمد رضا خان صاحب کے مطالعے سے گذری اور کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ وہ اسے نہ سمجھ پائے ہوں۔ سمجھا اور خوب سمجھا۔ قلم اُٹھایا اور تمام دیوبندی علماء پر یہ فتویٰ جڑا کہ یہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا شعر میں بھی اسی ''کفر'' کا رونا رویا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا قرار دینے کی وجہ سے یہ ملحد ہیں۔

کیا جناب احمد رضا خان صاحب یہ نہیں سمجھتے تھے کہ امکان کذب اور وقوع کذب میں کیا فرق ہے؟

قدرت الٰہیہ مطلق ہے یا مقید؟ ممتنع ذاتی اور محال عقلی کی تفہیم ان کی سمجھ اور علم سے بالا تھی؟

ایسے نہیں تھا بلکہ محض عناد تھا جس کی وجہ سے انہوں نے ترکش سے چن کر وہ تیر چلایا جو اہل بدعت ہر زمانے میں اپنے مخالفین کو بدنام کرنے کی غرض سے چلاتے رہے ہیں۔ سب سے موثر فتویٰ صادر ہوا

---

(1) بتوفیق الٰہی، بحمدہ سبحانہ وتعالیٰ یہ کتاب اپنے استاد مکرم جناب قاری عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس جامعہ مدنیہ لاہور سے تعلیمی سال کے دوران سبقاً سبقاً پڑھنے کی نوبت ملی تھی۔

اور پورے دین میں سے سب سے زیادہ پراثر الزام لگایا۔وہ کارڈ(Card)کھیلا(Play)، جو کبھی نہیں پٹا۔یعنی یہ کہ

تمام دیوبندی گستاخ رسول ہیں اور اس گستاخی کی وجہ سے ان پر لعنت ہے اور یہ سب ایسے کافر اور جہنمی ہیں کہ جو انہیں مسلمان سمجھے، وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج اور ہمیشہ ہمیشہ کا جہنمی ہے۔

آج بھی ناخداترس، اہل بدعت اور علم سے کورے مولویوں کی روش یہی ہے۔اپنے مخالفین پر جھوٹے الزامات لگاتے ہیں اور جب ان کے جھوٹ کے پول کھلتے ہیں تو ترکش سے آخری تیر اور فتویٰ نکالتے ہیں کہ مسلمانو یہ گستاخ رسول ہے،اس لیے اسے قتل کردو۔

دیوبند کے علماء اور اکابر کثر اللہ سوادھم کی تحریرات، ان کا طرز عمل،ان کا نعتیہ کلام اور ان کی تقاریر کا حرف حرف عشق رسول کی گواہی دیتا ہے ہاں وہ حضرت خاتم المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم کی ایسی اندھی محبت کے قائل نہیں، جو بدعات، صادر کرائے بلکہ کتاب وسنت اور آئمہ مجتہدین اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک اعتدال پر کاربند ہیں۔اس اعتدال پر رہنا،مخالفین کو پسند نہ آیا اور پھر کفر کے فتوے شروع ہو گئے۔جناب احمد رضا خان صاحب نے صرف ان حضرات کی ذوات پر ہی فتویٰ کفر لگانے پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ مزید آگے چل کر نمبر 4 پر تحریر فرماتے ہیں۔

''تقویۃ الایمان،تنویر العینین، ایضاح الحق،صراطِ مستقیم تصانیف اسمٰعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی،تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نباحات انبوہی سب کفری بول،نجس تر از بول ہیں، جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔''

ان تمام کتابوں اور مصنفین کے متعلق آخری جملہ مستحق توجہ ہے۔تحریر فرماتے ہیں کہ یہ تمام کتابیں

① نباحات انبوہی ② نجس تراز بول ہیں، ان الفاظ کی ذراسی تشریح بھی سن لیجیے کہ ''نباحات'' کس کو کہتے ہیں۔

پرانے زمانے میں مسافروں کی یہ عادت ہوتی تھی کہ جب وہ رات کی تاریکی میں راستہ بھول جایا کرتے تھے، تو اپنے منہ سے کتے کی آواز نکالا کرتے تھے، تاکہ بستی یا شہر کے کتے اس آواز کو سن کر بھونکنے لگیں اور اس آواز سے راستے کا علم ہوجائے۔ اسی لیے رات کو آنے والے مسافر کو ''مُسْتَنْبِح'' کہتے تھے۔ ''اَلنُّبُوح'' کا مطلب ہے لوگوں کا شور اور ان کے کتوں کی آوازیں۔ ''اَلنَّبَّاح'' (اونچی آواز میں بھونکنے والا کتا) اِسْتَنْبَحَ الاضیاف کلبہم (مہمانوں نے ان کے کتے کو بھونکایا) اور انبوہ اردو زبان کا مشہور لفظ بمعنی ''گروہ'' استعمال ہوتا ہے تو بناحات انبوہی کا مطلب یہ ہوا کہ کتوں کے پورے گروہ کا اونچی آواز سے بھونکنا۔ تو جناب احمد رضا خان صاحب تحریر فرمارہے ہیں کہ یہ تمام دیوبندی علماء کی کتابیں درحقیقت ان کتوں کا بآواز بلند بھونکنا ہے۔ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید، حضرت مولانا نذیر حسن صاحب دہلوی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ، یہ سب وہ کتے جو کہ اُونچی آواز میں بھونکتے رہے ہیں۔

کہاں ہیں یہ لایعنی نعرے لگانے والے کہ اپنے مسلک کو چھوڑو نہیں اور دوسروں کے مسلک کو چھیڑو نہیں۔ ان عبارتوں کو پڑھ کر بتائیں کہ جن کے اکابر کو ایسی گالیاں پڑی ہوں کیا ان کے کلیجے نہ بھنیں۔

بریلوی حضرات یہ منافقت بالکل ترک کردیں۔ یا تو صاف یہ لکھیں کہ

① جناب احمد رضا خان صاحب نے اکابرین دیوبند رحمہم اللہ پر ظلم کیا اور ہم ان کے اس ظلم اور ان پرُ دجل فتوؤں سے بیزار ہیں۔

اور یا پھر صاف کہیں کہ

② اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ درست تھے اور جیسے تم دیوبندی ان کے زمانے میں گستاخ رسول ﷺ، کافر اور ملحد تھے آج بھی ویسے ہی ہو۔

انہیں چاہیے کہ اپنے اعلیٰ حضرت کی ان کُوڈھنگی عبارتوں کو بار بار پڑھیں اور دونوں میں سے ایک فیصلہ کریں۔

دوسرا لفظ استعمال فرماتے ہیں ''نجس تراز بول'' یعنی دیوبندی حضرات کی کتابیں پیشاب سے زیادہ ناپاک ہیں۔

کچھ خدا کا خوف چاہیے۔ ان حضرات کی کتابیں لاکھوں نے پڑھیں اور ہدایت پائی۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقویۃ الایمان، حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہ کے مواعظ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تبلیغی نصاب، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الندوی اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہم کی کتابوں سے بلاشک وشبہ لاکھوں نہیں کروڑوں آدمیوں نے اپنے عقائد درست کیے، ان کی زندگیاں علم سے منور ہوئیں۔ اتباع سنت کا ڈھنگ سیکھا اور معرفت الٰہیہ کا سبق پایا۔ کیا یہ تمام کتابیں ''پیشاب سے زیادہ ناپاک'' ہیں؟

یہ فتویٰ ۱۳۰۷ھ کا ہے اور آج سوا سو سال کے بعد انہی امام احمد رضا خان صاحب کے مقلدین اور محبین، ان بریلوی علما وتجار کے کتب خانے انہی ''پیشاب سے زیادہ ناپاک'' کتابوں سے بھرے پڑے ہیں۔ تجارت ہو رہی ہے اور اسی ''ناپاک'' کمائی کو کھایا جا رہا ہے۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

اگلے شعر میں ارشاد فرماتے ہیں:

وقوع کذب کے معنی درست اور قدوس
ہیے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے کے چلے

اس شعر میں پھر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ پر حسب عادت تبرا فرمایا ہے اور تفصیل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو قدوس (بالکل بے عیب ذات) ہے اور رشید احمد کی کتابوں کے مطابق اللہ تعالیٰ میں جھوٹ بولنے کا عیب موجود ہے تو اس رشید احمد کی ہیے کی پھوٹے لوگوں کو سبز باغ دکھلا رہا ہے۔

لفظ ہیے، ہیا کی جمع ہے اور ہیا کا مطلب ہے انسان کا باطن، ضمیر، شعور اور ہیے کی پھوٹنا کا مطلب یہ کہ جس کی عقل پھوٹ گئی، ناعاقبت اندیش، بیوقوف گدھا، قوت ممیّزہ سے بے بہرہ۔

اور سبز باغ دکھانا یعنی بہلانا پھسلانا، فریب دینا، دھوکہ دینا تو شعر کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو ہر عیب سے پاک ذات ہے یہ رشید احمد اس پر جھوٹ کی تہمت لگاتا ہے اور پھر اپنے اس مؤقف کو ثابت کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے تو بددعا یہ ہے کہ خدا کرے اس کی عقل پھوٹ جائے، خدا کرے یہ گدھا اور کور باطن بنے کہ لوگوں کو بیوقوف بنا رہا ہے اور اپنے غلط مؤقف کو صحیح ثابت کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

ہر ہر مقام پر جہاں بھی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کا تذکرہ آیا ہے، جناب احمد رضا خان صاحب تبرے سے باز نہیں رہے۔ علماء دیوبند رحمھم اللہ کو جب کافر قرار دیا تو اب کیا بخشنا ہے۔ لیکن وہ اندر کا بغض اور عناد کیسے چین کا دم بھرنے دے اور سکھ پال میں بٹھائے جب تک کہ دوسروں کا کلیجہ چھلنی نہ ہو۔ پھر ان سب گالیوں اور دشنام پر حُب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پردہ ایسا تانا ہے کہ کیا مجال کوئی اندر کو جھانک سکے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین، جیسے لوگوں کی تکفیر، تنقیص اور توہین سے جناب احمد رضا خان صاحب کی کتابوں کے صفحات بھرے پڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور

دیکھو کہ بحمدہ سبحانہ وتعالیٰ آج تمام بریلوی علماء عملاً اپنے اعلیٰ حضرت کے ان فتوؤں کو پرکاہ کے برابر اہمیت نہیں دیتے۔ ممکنہ صورتیں یہی ہیں کہ یا تو

① انہوں نے ان فتاویٰ کو پڑھا ہی نہیں اور

② یا پھر پڑھا ہے تو انہیں غلط سمجھتے ہیں یا

③ پھر صحیح سمجھ کر تقیہ اور نفاق سے کام لیتے ہیں اور ہمت نہیں کرتے کہ ان فتاویٰ پر عمل کریں۔

جناب احمد رضا خان صاحب کفر کی قسمیں اور مراتب شمار کراتے ہیں اور دیوبندیت کو کس مقام پر رکھتے ہیں آپ بھی پڑھ لیجیے۔ ①

> ''کفر اصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے، اور اس سے بدتر مجوسیت، اس سے بدتر بت پرستی، اس سے بدتر وہابیت، ان سب سے بدتر اور خبیث تر دیوبندیت۔''

کیا ٹھکانہ ہے اس فتوے کا کہ دیوبندی علماء کیا اور عوام کیا یہ سب عیسائیوں، مجوسیوں، بت پرستوں اور وہابیوں سے بھی بڑھ کر کافر ہیں۔۔ جناب احمد رضا خان صاحب خوب جانتے تھے کہ فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے اذاثبت شي، ثبت بلوازمه (جب کوئی چیز ثابت ہوئی ہے تو پھر اس کے لوازمات بھی ثابت ہو جاتے ہیں) جب دیوبندیت سب سے بڑا کفر ٹھہری تو ان سے تعلقات کیسے ہونے چاہییں؟ اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ ②

---

① فتاویٰ رضویہ، ج:۱۴، ص:۱۳۴، مسئلہ نمبر: ۷ تا ۹

② فتاویٰ رضویہ، ج:۱، حصہ: ب، ص:۹۶۳، رسالہ: برکات السماء فی حکم اسراف الماء

کسی کافر سے بدن چھو جانا، اگرچہ کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو جیسے قادیانی (۱)، یا چکڑالوی (۲) یا نیچری (۳) یا آج کل کے تبرائی رافضی (۴) یا کذابی (۵) یا بہائمی (۶)

---

① مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیروکار جنہیں اُمت مسلمہ بحمدہ سبحانہ وتعالیٰ متفقہ طور پر کافر قرار دے چکی ہے۔ (م۔س)

② چکڑالہ، میانوالی پاکستان کے قریب ایک قصبے کا نام ہے وہاں کے ساکنین سے ایک گمراہ فرقہ اُٹھا جو بنیادی طور پر منکرین حدیث اور ضروریات دین کی باطل تاویل کرتے تھے۔ (م۔س)

③ یہ لقب اس زمانے میں عام طور پر سرسید احمد خان صاحب کے ماننے والوں اور علی گڑھ کے مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ (م۔س)

④ وہ حضرات جو رافضی ہیں، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا کرتے ہیں اور ضروریات دین کے بھی منکر ہیں۔ (م۔س)

⑤ جس شعر کی تشریح کے ضمن میں یہ بات چل رہی ہے اس میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور ان سے بھی پہلے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل دہلوی شہید بالاکوٹ رحمۃ اللہ علیہ، جناب احمد رضا خان صاحب نے خود ہی یہ الزام تراشا کہ ان دونوں حضرات کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے، کذاب ہے (معاذ اللہ) اور پھر ان حضرات کے ماننے والے تمام اہل حدیث اور دیوبندی حضرات کو کذابی قرار دے کر اپنے زعم میں ایک نیا فرقہ بنا دیا اور ہمیں اس فرقے میں شامل فرما کر کذابی قرار دیا کہ یہ تمام اہل حدیث اور دیوبندی اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہتے ہیں۔ جناب احمد رضا خان صاحب اس خود تراشیدہ الزام پر غالباً اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہوں گے۔ (م۔س)

⑥ جناب احمد رضا خان صاحب نے، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر پہلے تو یہ الزام دھرا کہ وہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو، جانوروں کے علم کے برابر کہتے ہیں اور پھر حضرت تھانوی اور ان کے تمام ماننے والے دیوبندی حضرات رحمہم اللہ کو کافر قرار دے کر اُن کا یہ ایک الگ فرقہ تجویز فرمایا اور اس فرقہ کا نام بہائمی رکھا، گویا کہ آج ہم سب اھل السنۃ والجماعۃ دیوبندی طبقہ بتحریر جناب احمد رضا خان صاحب کذابی، بہائمی، دیوبندی، مرتد ہیں۔ (م۔س)

یا شیطانی⑦ یا خواتمی⑧ ۔ وہابی جن کے عقائد کفر کا بیان حسام الحرمین میں ہے یا اکثر غیر مقلد⑨ خواہ بظاہر مقلد وہابیہ کہ ان عقائد ارتداد پر مطلع ہو کر ان کو عالم دین وعمدہ مسلمین کہتے ہیں یا اللہ ورسول کے مقابل اللہ ورسول کو گالیاں دینے والوں کی حمایت کرتے ہیں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا جھوٹے متصوف⑩ کہ حلول واتحاد کے قائل یا شریعت مطہرہ کے صراحۃً منکر ومبطل ہیں۔

ان دسوں طائفوں (دس فرقوں) اور ان کے امثال (ان جیسوں) سے مصافحہ کرنا خود ہی حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے۔

---

⑦ یہ ہم اہل السنۃ والجماعۃ دیوبندیوں کے لیے جناب احمد رضا خان صاحب نے نیا لقب تجویز فرمایا ہے۔ اُن کا الزام یہ ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہما دونوں کا عقیدہ یہ تھا کہ شیطان کا علم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اس لیے یہ دونوں اور ان کے تمام ماننے والے مرتد، کذابی، بہائمی، شیطانی اور دیوبندی فرقہ ہیں۔ (م۔س)

حالانکہ جب یہ الزام لگا تھا اس وقت ہمارے اکابر رحمہم اللہ اور آج ہم اس کفریہ عقیدے سے اپنی برأت کا اعلان کرتے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ اور صراط مستقیم طلب کرتے رہے ہیں۔

⑧ یہ الزام ہے، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر کہ وہ نہ صرف ختم نبوت کے منکر تھے بلکہ اس کائنات میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کے سات زمینوں میں سات دیگر ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی مانتے تھے اس لیے وہ بھی اور ان کے تمام پیروکار یعنی اہل السنۃ والجماعۃ دیوبندی خواتمی کافر ہیں۔ (م۔س)

ان تمام عبارات کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو محض مسلمان بھی سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے اور اس کا تعلق کذابی، بہائمی، شیطانی یا خواتمی فرقے سے ہے۔

⑨ اہل حدیث حضرات (م۔س)

⑩ جعلی صوفی جن کے عقائد کفریہ ہوں۔ (م۔س)

بریلوی علماء اپنے اعلیٰ حضرت کے اس فتوے کو غور سے پڑھ لیں اور سوچ لیں کہ جب وہ دیوبندیوں سے ہاتھ ملاتے ہیں تو کس حرام کام کے مرتکب ہوتے ہیں اور حرام کے ساتھ جو لفظ قطعی بڑھایا ہے یہ بھی خوب رہی کہ دیوبندیوں یا اھل حدیث حضرات سے مصافحہ کرتا تو اتنا بڑا گناہ ہے کہ غلطی سے بھی ہو جائے تو استغفار کرے اور جان بوجھ کر ہو تو یہ حرام قطعی ہے۔فقہاء کی اصطلاح میں حرام قطعی کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ ایسا فعل یا ایسی چیز کہ کوئی اُسے جائز سمجھ کر کرے تو کافر ہو جائے گا۔مثلاً شراب حرام قطعی ہے اب اگر کوئی اسے حلال سمجھ کر پیئے گا تو کافر ہو جائے گا۔ایسے ہی دیوبندیوں اور اھل حدیث حضرات سے مصافحہ بقول اعلیٰ حضرت حرام قطعی ہے لہٰذا اگر یہ جائز سمجھ کر، جان بوجھ کر کیا جائے گا تو بریلوی مولانا صاحب کافر ہو جائیں گے اور اہلیہ ان کے نکاح سے نکل جائے گی۔

جناب خان صاحب بریلوی کے پیروکار سوچ لیں کہ وہ کس حرام قطعی کا ارتکاب کرتے ہیں اور یا پھر صاف یہ کہہ دیں کہ یہ تمام الزامات غلط اور بے ہودہ ہیں اور جو کچھ اعلیٰ حضرت کرتے رہے، ہم موجود علماء دیوبند رحمہم اللہ سے ان کے اکابر کی بے جا توہین، تفسیق اور تکفیر پر اس کی معافی مانگتے ہیں۔

پھر جناب احمد رضا خان صاحب صرف اس پر ہی رُکنے والے کہاں تھے۔آگے چل کر مزید تحریر فرمایا:

’’اگر بلاقصد بھی ان کے بدن سے بدن چھو جائے تو وضو کا اعادہ مستحب ہے۔‘‘

یعنی اگر کسی شخص کا عقیدہ بریلویت کا ہے، تو اس کے جسم کا کوئی حصہ غلطی سے بھی کسی دیوبندی یا اھل حدیث سے چھو جائے تو اس کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ دوبارہ وضو کرے۔

کچھ خدا کا خوف چاہیے۔سور نجس العین ہوتا ہے اس کا جسم ناپاک ہوتا ہے۔کتا بھی اتنا ناپاک نہیں ہوتا جتنا کہ سور اور صرف وہی جانور ہے جسے انسان چھولے تو وضو کرنا مستحب ہے۔ہم دیوبندی مکتب فکر کے لوگ کیا اتنے ناپاک ہو گئے ہیں کہ کوئی بریلوی ہمیں غلطی سے بھی چُھو لے، تو پھر وہ وضو کرے؟

یہ تعلیم برہمن ہندوؤں کو دیا کرتے تھے کہ مسلمان کو چھو جانے سے ہندو ناپاک ہو جاتا ہے اور اسے غسل

کرنا چاہیے ۔اعلیٰ حضرت سے بریلوی حضرات دریافت فرماتے کہ کیا اھل حدیث اور دیوبندی حضرات سور سے بھی بڑھ کر نجس اور ناپاک ہوجاتے ہیں کہ اگر ان کو غلطی سے بھی چُھو نا ہوجائے تو وضو کرنا مستحب ہے۔

اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ایسے فتوؤں سے بھی اور ان فتوؤں کو پڑھ کر ان کی آنکھیں بھی کھل جانی چاہییں جو ''چھوڑو نہیں اور چھیڑو نہیں'' کے راگ الاپتے پھرتے ہیں کہ دوسروں کا نظریہ اور فتویٰ ہمارے بارے میں کیا ہے اور سب سے زیادہ ہوش کے ناخن انہیں لینے چاہییں جو اپنے ایسے اعلیٰ حضرت کے فضائل ومناقب دن رات بیان کرتے نہیں تھکتے ،جن اعلیٰ حضرت نے برصغیر کے مسلمانوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اور یہ اور ایسے سینکڑوں فتوے ایسے دیے کہ اجتماعیت ملت اسلامیہ پارہ پارہ ہوکر رہ گئی۔

بریلوی علماء کرام کو چاہیے کہ وہ منافقت کو ترک کردیں یا تو صاف یہ کہیں کہ

① جناب احمد رضا خان صاحب کے فتوے بالکل درست ہیں اور دیوبندی اور اھل حدیث حضرات اتنے بڑے کافر اور ناپاک ہیں کہ اگر کوئی بریلوی انہیں غلطی سے بھی چُھو لے تو وضو کرنا مستحب ہے۔

اور یا پھر یہ کریں کہ

② ہر شخص سے مصافحہ کرنے سے پہلے اس کا عقیدہ بھی دریافت کرلیا کریں۔

③ ان کے جو بزرگ بھی دنیا سے چلے گئے اور دیوبندی علماء کرام رحمہم اللہ کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر مختلف قومی اور مذہبی تحریکات مثلاً تحریک ختم نبوت ،تحریک نظام مصطفیٰ وغیرہ چلاتے رہے ان کے متعلق بھی صاف فتویٰ دیں کہ یا تو انہوں نے ان فتاویٰ کو پڑھا نہیں تھا ان سے غلطی ہوئی اور یا پھر ان فتاویٰ کے پڑھنے اور علم ہونے کے باوجود یہ کبیرہ گناہ اور حرام قطعی کا ارتکاب کرتے رہے اور یا پھر یہ کہ اپنے عمل میں بہت متساہل تھے۔

کچھ تو ارشاد فرمائیں اور یا پھر سیدھی راہ اختیار کرلیں اور یہ کہیں کہ

ہمارے اعلیٰ حضرت کے یہ اور اس طرح کے تمام فتاویٰ غلط ہیں۔ہم دیوبندی اور اھل حدیث حضرات کی تکفیر درست نہیں مانتے، کیوں آخر قوم کو تقسیم کر رکھا ہے؟ صاف صاف بتائیے کہ ایسے فتوے دے کر کون کس کو چھیڑتا رہا اور اسلام کی راہ اعتدال کو کون چھوڑتا رہا۔

کاش کہ جناب احمد رضا خان صاحب نے اسی فتوے پر اکتفاء کر لیا ہوتا!

وہ تو دیوبندیت اور اھل حدیث حضرات کے خلاف اتنے دیوانے ہو گئے تھے

کہ ان کی نظر میں ہمارے اور اھل حدیث حضرات کے نکاح کیا تھے؟ تحریر فرماتے ہیں۔ (۱)

سنیو، سنیو اگر سنّی ہو تو بگوش ہوش سنو لیس لنا مثل السوء التی صارت فراش مبتدع کالتی کانت فراشا لکلب

(ہم اگر اس مثال کو بیان کریں تو کوئی بُری بات نہیں کہ جو عورت کسی بد مذہب (قادیانی، دیوبندی، اھل حدیث وغیرہ ہی) کی بیوی بنی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کی تصرف میں آئی۔)

ہم سب کتے ٹھہرے اور ہمارے اپنی بیویوں کے ساتھ تعلقات ایسے ہی ہوئے جیسے کوئی کتا ان خواتین سے تعلق قائم کرے۔

اور پھر اس تحریر کے بعد ہمیں جو کتے سے بدتر ثابت کیا ہے، قلم کو یارا نہیں کہ ان الفاظ کو تحریر کرے۔

حد ہے گر جانے کی اور تف ہے ایسی زبان پر

صد ہزار بار انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کوئی کیا تبصرہ کرے۔کیا اظہار نفرت ہے اور کیا انداز تحریر ہے۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱، ص:۳۹۹، رسالہ: ازالة العار بحجر الکرائم عن کلاب النار

یہ ہیں جناب احمد رضا خان صاحب اعلیٰ حضرت۔

اس فتوے کو پڑھ کر اتنا رنج اور دُکھ ہے کہ قلم مزید آگے چلنے سے ابا کرتا ہے۔ بریلوی علماء سے محض درخواست ہی کی جاسکتی ہے کہ خدارا آپ پڑھیے۔ مطالعہ کیجیے اور صرف اور صرف اپنے ہی اکابر کی کتابیں خود ہی پڑھ کر آپ خود فیصلہ فرما دیجیے کہ کیا ہم دیوبندی حضرات کثر اللہ سوادھم اتنے ہی ظلم کے مستحق ہیں، جو ہم پر کیا گیا اور ہم کیا جانوروں سے بدتر ہیں اور ہمارے نکاح باطل اور ہمارے ازدواجی تعلقات جانوروں سے لائق تشبیہ ہیں۔

وہ دیوبندی مولوی جنہیں علم ومطالعہ سے کچھ غرض نہیں ان سے بھی درخواست ہے کہ براہ مہربانی آپ بھی فتاویٰ رضویہ کو ملاحظہ فرمالیجیے اور ٹھنڈے دل سے سوچیے کہ ہم نے اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو کیا تعلیم دینی ہے یہ تعلیم کہ ہمیں حقائق کو پرکھنا چاہیے اور یا پھر یہ تعلیم کہ حقائق سے آنکھیں بند کر کے یہ باطل جملہ دھراتے رہنا چاہیے کہ **اپنے مسلک کو چھوڑو نہیں اور دوسروں کے مسلک کو ——— خواہ وہ تمہیں مسلمان تو کیا ایک شریف انسان تک ماننے کو تیار نہ ہوں ——— چھیڑو نہیں؟۔**

غنیمت ہے کہ جناب احمد رضا خان صاحب کے ہاتھ میں صرف قلم تھا اگر وہ صاحب منصب وجاہ ہوتے یا کسی اسلامی ریاست کے مفتی اعظم ہوتے تو پھر کیا ہوتا؟ روزانہ گستاخ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتوے صادر ہوتے۔ تلواریں ہوتیں اور سر بریدہ لاشوں کے ڈھیر ہوتے۔ عدل وانصاف کا پیمانہ فقط اعلیٰ حضرت کی جنبش قلم ہوتی۔

بیدم وہ جواں ہوں گے، تو کیا ہوں گے نہ پوچھو
بچپن ہی سے جو اتنے ستم ڈھائے ہوئے ہیں

قسط ④

تفہیم الفرقان

مفتی محمد سعید خان

انسان ہی کے لیے یہ کتاب نازل کی گئی۔اس کا ایک ایک حکم انسان ہی کے لیے ہے۔یہ انسان ہی کی دنیوی اوراخروی فلاح کا رہنما ہےاورانسانی زندگی کے تمام نشیب وفراز اس پاک کلام کی نظر میں ہیں۔ قرآن یہ بتاتا ہے کہ انسان اس دنیا کی زندگی میں کیا فصل بوئے تا کہ آخرت کی دنیا میں اسے کاٹے اوراس جہان میں جو کچھ بھی کرے گا،اس کے اعمال آخرت میں کیا رنگ لائیں گے۔

انسان کے سدھار سے معاشرہ سدھرتا ہےاورقرآن کریم بنیادی طور پر فلاح و بہبودِ انسانی اور کل جگ کے سدھار کے لیے مندرجہ ذیل سات امور پر بحث یاان کا بیان کرتا ہے۔

① توحید باری تعالیٰ: قرآن کریم انسان کوعقیدے کا یہ پہلا سبق دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں وحدہ لاشریک ہے۔اس کائنات کی تخلیق،اس کی بقاء،اس کے جاری رہنے،اس سے حاصل شدہ منافع اور مضار سے مخلوق کی وابستگی،اپنے بندوں کے حالات کا مکمل علم اوران کے تغیرو تبدل کی قدرت صرف اورصرف باری تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔اس کا کوئی شریک وسہیم تو کجا،کسی کی ہمت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں اِسے کوئی مشورہ دے سکے یا اُن پر نظر ثانی کر سکے۔وہ ذات اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے۔قرآن کریم کی متعدد سور اوران گنت آیات اسی عقیدۂ توحید کی تعلیم دیتی ہیں۔

② رسالت: قرآن کریم انسان کو دوسرا سبق یہ دیتا ہے کہ انسانی زندگی محض عقل کے سہارے

نہیں چل سکتی۔ بے شمار مسائل ایسے ہیں جن کا حل اس ''چراغ راہ''[1] کے پاس نہیں ہے۔ ہر انسان کی زندگی میں ایسے مقامات آتے ہیں، جہاں پہنچ کر عقل انسانی فیصلہ نہیں کر پاتی تو ان مقامات پر نبوت، عقل کی رہنما ہوتی ہے، وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اِسے صراط مستقیم دکھاتی ہے اور یہ واضح کرتی ہے کہ تمام ''مسائل انسان'' کا حل عقل کے پاس نہیں بلکہ وحی کے پاس ہے۔ وحی انسان کو بتاتی ہے کہ رشتوں کا تقدس کیا ہے؟ مرد وعورت محض مرد وعورت نہیں ہیں بلکہ ان کے درمیان رشتوں کا ایک گہرا تعلق ہے۔ رشتے، تعلق کی نوعیت کو متعین کرتے ہیں۔ ماں، بہن اور بیٹی کے ساتھ جس محبت اور شفقت کا تعلق ہے، وہ تعلق اور کسی جگہ پر کہاں اور محض مرد وعورت ہونے کے ناطے سے شوہر اور بیوی کے تعلق کا بھی کوئی بدل نہیں۔ کس جانور کا گوشت حلال ہے اور خدا چاہتا ہے کہ بندے اسے استعمال کریں اور کس جانور کا گوشت حرام ہے اور خدا چاہتا ہے کہ انسانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔ تجارت اور سود بظاہر دونوں نفع بخش ہیں لیکن ایک جائز اور دوسرا ناجائز۔ اور اس طرح کے کتنے ہی امور ہیں جن کا فیصلہ کرنا عقل انسانی کے لیے سرے سے ممکن ہی نہیں۔ وحی، رسالت اور نبوت ہی انسانی زندگی کے اتنے اہم امور کا صحیح فیصلہ کر سکتی ہے۔ اور پھر عقل کے عجز کا یہ حال تو ان امور میں ہے، جن کا تعلق اس مادی دنیا سے ہے، عقائد اور امورِ اُخروی، ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات، معجزات، عذاب قبر، اور آخرت کے بارے میں عقل انسانی کی درماندگی کس سے ڈھکی ہے؟ اس لیے قرآن کریم انسان کو دوسرا سبق یہ دیتا ہے کہ وحی الٰہی اور نبوت ورسالت پر اعتماد، ان کی سچائی کی شہادت اور یقین ہی میں انسان کی دنیوی اور

---

[1] یہ تلمیح علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر سے لی گئی ہے۔

؎ گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے

(کلیات اقبال، بال جبریل، رباعیات، ص:۸۴)

اخروی فلاح پوشیدہ ہے۔

③ قرآن کریم ، انسان کو تیسرا سبق یہ دیتا ہے کہ روز جزا ، برحق ہے ، خیر وشر کے جو اعمال بھی یہاں کیے جائیں گے ، یقیناً ایک دن ایسا آئے گا ، جب ان پر جزا و سزا مرتب ہوگی۔ ظالم کا احتساب ، اور مظلوم کی دادرسی ہوگی ۔ انسان ، خواہ اس کا تعلق ابتدائے آفرینش سے ہو یا اس کائنات کے آخری دن سے ، اس شہنشاہ کے سامنے پیش کیا جائے گا ، جو بے پناہ رحم بھی کرتا ہے اور انصاف بھی ۔ اس کی رحمت کا پلڑا بھاری ہے لیکن وہ علیم وخبیر ، مظلوموں کی آہ سے بھی بے خبر نہیں ہے ۔ انسان کو چاہیے کہ اس دن کا ہمیشہ خیال رکھے اور روز جزا کی تصدیق کرتا رہے۔

④ قرآن کریم اپنے موضوع یعنی انسان کو چوتھا سبق یہ دیتا ہے کہ انسان احکامات کی اتباع کرے ، دنیوی زندگی میں حکمرانی سے لے کر فرد واحد تک ، کی زندگی کے جو اصول وضوابط اسے سکھائے جا رہے ہیں ، ان پر عمل کرے۔ قرآن کریم صحیح عقائد کے بعد عدل اجتماعی پر زور دیتا ہے۔ وہ فرد کو یہ بتاتا ہے کہ تجارت ، قرض ، اور امور معیشت میں کن کن امور کی پابندی کرنی ہے۔ نجی زندگی میں گھر میں داخلے کے آداب ، غذا کا استعمال ، پردے کے شرعی احکامات ، نکاح ، ایلا ، ظہار ، طلاق دینے کا طریقہ اور سفر وحضر میں ملنے والے انسانوں کے کیا حقوق وفرائض ، تم پر لاگو ہوتے ہیں اور ایسے ہی ڈاکہ ، چوری ، بدکاری ، پاک دامن پر تہمت لگانا ، بغاوت ، قتل کے قوانین کو نافذ کرنا ، حکمرانوں کی کیسی ذمہ داری ہے اور حکمران ـــــ جو بہر حال انسان ہی ہیں ـــــ عدل اجتماعی کے قیام سے روگردانی کریں گے تو پھر انہیں کیا کیا سزائیں بھگتنی پڑیں گی ، یہ تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی وہ تمام آیات جن کا تعلق قانون اور فقہ اسلامی سے ہے ، انسان ہی کے عمل کے لیے نازل کی گئی ہیں۔

⑤ قرآن کریم انسان کو پانچواں سبق یہ سکھاتا ہے کہ وہ ہمیشہ صراط مستقیم کا خواہاں اور اس پر ثابت قدم رہے۔ یہ صراط مستقیم صرف قرآن کریم ، تنہا ہی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی

راہ اوران کے عمل کو بھی دیکھنا ہے، جنہیں آج سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی اوراپنے اپنے دور میں انسانی رہنمائی کے لیے متعین فرمایا تھا۔صراط مستقیم کتاب اللہ اور رجال اللہ کا مجموعہ ہے اور پھراس کے ضمن میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے حالات و واقعات کے ساتھ ساتھ ان انعامات کا بھی ذکر کرتا ہے، جواس نے اپنے ان بندوں پر کیے تھے۔

جنت اوراس کے خوشگوار احوال کی تمام آیات انسان کو ترغیب دیتی ہیں کہ وہ اس میدان میں اُترے اور آگے بڑھنے والوں کو چاہیے کہ اس میدان میں آگے بڑھ کر دکھائیں۔

⑥ پھر جیسے قرآن کریم ان لوگوں کے احوال بیان کرتا ہے جنہوں نے اطاعت خداوندی میں زندگی بسر کی ایسے ہی وہ چھٹا سبق انسان کو یہ بھی دیتا ہے کہ جنہوں نے اپنے رب کی نافرمانی کی، ذرا ان کے حالات پر بھی غور کرلو دنیا میں انہیں کن کن ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ان کے اسباب و وسائل، سلطنتیں، حکومتیں اوران کے اموال واولاد، ان کے کس کام آئے؟ یہ تو دنیا کی گرفت تھی اور رہ گئی آخرت تو اس دن تو سب کی سمجھ میں آجائے گا کہ حقیقی ذلت اور دائمی رسوائی ان کے ساتھ چپک گئی جنہوں نے اس مقدس کتاب کی تعلیمات سے گریز کیا تھا۔جہنم، عذاب اور کفار کے عبرت انگیز واقعات کی تمام آیات اسی سبق سے متعلق ہیں۔

⑦ قرآن کریم ''انسان'' کوآخری سبق ''دعا'' کا دیتا ہے۔وہ مایوسی کی گہرائیوں سے نکالتا ہے اوراللہ تعالیٰ پراعتماد اور بھروسے کا سبق سکھاتا ہے۔اس مقصد کے لیے وہ کبھی تو یہ بتاتا ہے کہ تم سے پہلے لوگوں کو بھی کیسی کیسی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا اور کیا کیا مصائب جھیلنے پڑے تھے،لیکن زندگی کے ان دشوار مرحلوں میں ان کا سہارا فقط ''التجا'' تھی، ''دعا'' تھی، ''مانگنا'' تھا اور ''بار بار'' ''باب عالی'' پر دستک دینا تھا۔اور کبھی براہ راست دعائیں سکھاتا ہے کہ یوں ''مانگا'' کرو۔یوں ''دست سوال'' دراز کیا کرو۔بندگی کا بڑا مظہر ''طلب'' ہے اس کے آداب یہ ہیں اور ہم تو تمہاری رگ جاں سے بھی قریب تر

ہیں، ہم سے مانگو، ہمیں بتاؤ کیا چاہیے؟ صرف اور صرف ہم ہی ہیں جو تمہیں ہر تکلیف سے پناہ اور ہر نفع سے مالا مال کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم کا یہ ساتواں سبق بھی شاندار ہے اور پہلے چھ اسباق کی طرح انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔

قرآن کریم کی کوئی بھی آیت ان سات موضوعات، مقاصد اور اسباق سے باہر نہیں ہے۔ اس کا موضوع انسان ہے اور انسان کی دنیا و آخرت انہی سات اسباق سے عبارت ہے۔ خلاصہ یہ کہ کل قرآنی اسباق سات ہیں۔

① توحید ② رسالت ③ آخرت ④ احکامات ⑤ مطیع اور فرمانبردار لوگوں کے احوال وانعامات ⑥ سرکش اور نافرمان لوگوں کے احوال، عذاب اور سزائیں ⑦ دعا۔

اب آپ غور کیجیے ''سورۂ فاتحہ'' پر! تو اللہ تعالیٰ نے یہ ساتوں مضامین جو پورے قرآن کریم میں تفصیل سے بیان فرمائے ہیں، انہیں سورۂ فاتحہ میں نہایت اختصار اور اجمال کے ساتھ سمو دیا ہے۔

تلاوت قرآن کریم سے پہلے ہر شخص تعوذ پڑھتا ہے اس لیے جب کوئی سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرے گا تو وہ تعوذ بھی پڑھے گا اور اس تعوذ میں بھی ایک سبق توحید کا ہے، مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کیسے اپنے آپ کو شیاطین وجنات کی پناہ میں دیتے تھے، اس کا تذکرہ تو اپنے موقع پر آئے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جملے میں بھی واضح کر دیا کہ اس کے سوا کون ہے جو پناہ دے سکے۔ تعوذ سے صرف نظر بھی کر لیجیے تو اللہ تعالیٰ نے توحید کو سورۂ فاتحہ کی چوتھی آیتِ کریمہ میں سمو دیا ہے کہ بندہ عرض کرتا ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور فقط تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

یعنی عبادت کی کل اقسام ① فکری عبادت ② جسمانی عبادت ③ مالی عبادت سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور میں جتنے بھی مراسم عبدیت ادا کرتا ہوں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے

ہیں۔میری اس عبادت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں کہ اس کی بندگی بھی بجالاؤں اور اپنی تمام ضروریات کے لیے صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز جانتا ہوں۔میں کسی سے کبھی ایسے مدد نہیں مانگتا کہ اس میں اس کی بندگی کا کوئی پہلو جگہ پاتا ہو۔یہ تو ہوا سورۂ فاتحہ کا پہلا مضمون۔

ذرا غور کیا جائے تو سورۂ فاتحہ کا مضمون نمبر ④ یعنی احکامات بھی یہیں معلوم ہوجاتے ہیں جب کوئی شخص عبادت کرے گا تو لامحالہ اسے طریقہ عبادت بھی سیکھنا ہے اور یہی طریقۂ عبادت فقہ وعلم ہے۔تو گویا ① توحید اور ④ احکامات اجمالاً آگئے۔

قرآن کریم کا دوسرا مضمون یعنی رسالت اور پانچواں مضمون یعنی مطیع حضرات کے احوال وانعامات، سورۂ فاتحہ کی آیت: ⑤ میں آگئے۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ان حضرات کا ذکر فرمایا جن پر اس نے انعام کیا ہے۔اور یہ حضرات کون ہیں اس کی تفصیل سورۃ النساء، آیت: ۶۹ میں یوں دی گئی کہ:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ

(پ: ۵ سورۃ النساء، آیت: ۶۹)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔یعنی ① انبیاء ② صدیقین ③ شہداء اور ④ صالحین

واضح کر دیا گیا کہ جن پر انعام خداوندی ہوا یہ وہ چار قسم کے حضرات ہیں۔انہیں حیات ابدی اور انعامات سرمدی کا مستحق ٹھہرایا گیا۔اس لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جتنے انعام یافتہ حضرات اور انعامات کا تذکرہ فرمایا ہے، یہاں سورۂ فاتحہ میں اجمالاً ان کا ذکر آگیا۔

قرآن کریم کا تیسرا مضمون اور موضوع آخرت ہے۔سورۂ فاتحہ کی آیت: ③، میں ''روز جزا کا مالک'' کہہ کر یہ صراحت کردی گئی ہے کہ زندگی بے فکری سے گذارنے کا نام نہیں ہے۔''روز جزاء'' اپنے ساتھ کیا کیا لائے گا، بقیہ پورا قرآن کریم ان تفصیلات سے لبریز ہے۔جہاں یہ ذکر کیا گیا کہ انعام یافتہ

لوگوں کے احوال و آثار کیا ہیں، یہ بتانا بھی ضروری تھا کہ نافرمان لوگوں کا انجام کیا ہوگا اور معصیت کے ذرائع کیا ہیں؟ چنانچہ سورۂ فاتحہ کی آخری آیت کریمہ میں ''مغضوب'' اور ''ضالین'' کہہ کران نافرمان لوگوں کا تذکرہ کر دیا گیا اور پھر اس کے بعد آنے والی دو طویل سورتوں میں تفصیل دے دی گئی کہ اگر مغضوب جاننا چاہتے ہو تو سورۃ البقرہ کو غور سے پڑھو اور ضالین کو سمجھنا ہے تو سورۂ ال عمران کو سمجھ لو اور ان دونوں گروہوں کا جو انجام آخرت میں ہوگا، جہنم سے متعلقہ تمام آیات میں اس کو پڑھا جا سکتا ہے۔

اس طرح سے قرآن کریم کا چھٹا موضوع بھی اجمالاً مذکور ہوا۔

اب رہ گیا ساتواں موضوع یعنی ''دعا'' تو سورۂ فاتحہ کی آیت: ۵ میں سب سے بہترین دعا سکھائی گئی کہ دائماً ہم سے صراط مستقیم کی دعا مانگا کرو۔ اور صراط مستقیم بھی وہ جس پر منعم علیہم گروہ چلتے رہے اور منزل مقصود تک پہنچتے رہے اور پھر وہ نہ تو عملی طور پر گمراہ ہوئے اور نہ ہی تحقیق کے میدان میں ٹھوکر کھائی۔ قرآن کریم میں دعاؤں کا انبار ہے، ایک سے ایک بڑھ کر دعا ہے لیکن وہ دعا جس نے اپنے قاری کو تمام انعامات کا مستحق ٹھہرایا ہے، یہی دعا ہے۔ جس کے حق میں یہ قبول ہو جائے۔ وہ صراط مستقیم سے نہ ہٹتا ہے، نہ ڈِگتا ہے، مجسم انعام یافتہ، نہ غضب الٰہی کا مورد ہوا اور نہ مستحق ضلالت ٹھہرا۔

اس تفصیل کا مطالعہ کرنے کے بعد، امید ہے کہ قاری کو یہ اطمینان حاصل ہوا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پورے قرآن کریم میں جن سات مضامین کو نہایت تفصیل سے بیان فرمایا ہے انہی سات مضامین کو اجمالاً سورۃ الفاتحہ میں سمو دیا گیا ہے۔ پورا قرآن کریم تفصیل ہے اور یہ سورۂ مبارکہ اس کا اجمال ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس سورت کو بمنزلہ ''دریا بکوزہ'' نازل فرمایا ہے اور یہی وہ بات ہے جس کی وجہ سے حضرت رسالت مآب ﷺ نے ''سورۂ فاتحہ'' کو ''قرآن عظیم'' قرار دیا ہے۔ سنن الترمذی میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ:

حضرت رسالت مآب ﷺ، حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ

نے انہیں بلایا۔انہوں نے آپ کی طرف توجہ کی لیکن (نماز میں ہونے کی وجہ سے) جواب نہیں دیا۔ اپنی نماز مختصر کی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام پیش کیا۔آپ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ اُبیّ جب میں نے تمہیں بلایا تو آنے میں کیوں تاخیر ہوگئی؟ عرض کیا اللہ کے رسول میں نماز پڑھ رہا تھا،اس وجہ سے،تو آپ نے فرمایا:

''اُبیّ جووحی (قرآن) میری طرف آئی ہے کیا اس میں یہ نہیں آیا کہ:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ ۚ

(پ: ۹، س: الانفال، آیت: ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول (ﷺ) کی پکار پر لبیک کہو، جب وہ تمہیں اس بات کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی عطا کرنے والی ہے۔

عرض کیا: جی ہاں یہ (قرآن کریم میں) آیا ہے۔آئندہ ان شاء اللہ ایسی کوتاہی نہیں ہوگی۔

ارشاد فرمایا:

اگر میں تمہیں قرآن کریم کی ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں جیسی سورت،تورات،انجیل،زبور اور خود قرآن کریم میں بھی نہیں ہے،تو تمہیں اچھا لگے گا؟ انہوں نے عرض کیا: ضرور ارشاد ہو۔حضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز میں کون سی سورت پڑھتے ہو؟ حضرت اُبیّ رضی اللہ عنہ نے سورۂ فاتحہ تلاوت کی۔تو آپ نے ارشاد فرمایا:

والذي نفسي بيده ما أنزل الله في التوراة ولا في الزبور ولا في الفرقان مثلها آية ،انها السبع المثاني والقرآن العظيم الذي أعطيته.

اُبیّ! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے،تورات،انجیل اور زبور میں ہی نہیں،اس فرقان (قرآن کریم) میں بھی کوئی سورت اس (سورۂ فاتحہ) جیسی نازل نہیں ہوئی۔اور یہی وہ سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہ قرآن عظیم

ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا ہے[1]

یہ ہے اس عظیم سورۂ مبارکہ کا تعارف، اسے اگر غور سے پڑھ اور سمجھ لیا جائے تو یہ سمجھنا چنداں دشوار نہیں کہ سورۂ فاتحہ میں قرآن کریم کو سمودیا گیا ہے۔ یہ حقیقت صرف حدیث ہی سے مؤید نہیں بلکہ جس نے بھی اس کا مطالعہ غور سے کیا اور سمجھا ہے، اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔

فضائل سورۂ فاتحہ

اس سورۂ مبارکہ کے فضائل میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب مکہ مکرمہ میں مشرکین نے نہایت شدومدّ سے وحی الٰہی کی تکذیب شروع کر دی اور حضرت رسالت مآب ﷺ سمیت حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر سخت تنگی کا وقت آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلسل وہ آیات نازل فرمائیں اور اپنے انعامات کی طرف توجہ دلائی، جن میں تسلی اور ہمت بندھائی گئی ہے۔ سورۃ الحجر میں بار بار اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی کہ نصرت خداوندی حق کے ساتھ ہے اور صرف آج ہی نہیں، اس سے پہلے اہل باطل، خوب پھلے، پھلے اور حق کو مٹانے کی کوششیں کرتے رہے لیکن انجام کار خود مٹا دیے گئے۔ حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم الصلاۃ والسلام کے قصص بیان کر کے سمجھایا گیا کہ ان کے بالمقابل کافر قوموں کو ان کی ہنرمندی، دنیوی علوم میں برتری اور جیومیٹری میں طاق ہونا کچھ کام نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے نہ انہیں مہلت دی اور نہ ہی آپ کے مخالفین عذاب الٰہی سے بچ سکیں گے۔ آپ کسی غم اور تردّد میں مت پڑیں۔

---

[1] فضائل القرآن للمستغفری، باب ماجاء فی فضائل سورة فاتحة الكتاب والرقية بها، ج:۱،ص:٤٧٩،رقم الحديث:٦٥١

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ. سو آپ تو بس یہ کیجیے کہ اچھی طرح درگذر کرتے رہیے

(پ: ۱۴، س: الحجر: ۱۵، آیت: ۸۵)

اور اس تسلی اور ڈھارس بندھانے کی آیات کے فوراً بعد اپنے ایک عظیم انعام کی طرف توجہ دلائی

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ. اور یقیناً ہم نے آپ کو وہ سات (عظیم الشان) آیات دی ہیں جو کہ بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم عطا فرمایا ہے۔

(پ: ۱۴، س: الحجر: ۱۵، آیت: ۸۷)

یہ سات آیات کا جو بطور انعام عظیم ذکر ہو رہا ہے تو یہ کون سی ہیں؟ یہ سورۂ فاتحہ ہے جو کہ سات آیات پر مشتمل ہے۔ تو سمجھایا جا رہا ہے کہ جب دو اتنی زبردست نعمتیں ① سورۂ فاتحہ ② قرآن عظیم ہم نے آپ کو عطا فرما دیا ہے تو بس ہماری نوازشات پر نظر رکھیے اور جو کچھ مشرکین مکہ آپ کے ساتھ کر رہے ہیں، اسے خاطر و خیال میں بھی نہ لائیے۔ ہماری ان عنایات کے مقابلے میں ان کے استہزاء و تکذیب کی وقعت ہی کیا ہے؟

یہ ہے اس سورۂ مبارکہ کی فضیلت کہ اس کے لیے مکرر ایک آیتِ کریمہ نازل کی گئی اور پھر جب حضرت رسالت مآب ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں تو ان سات آیات یعنی سورۂ فاتحہ کے ثواب کی بشارت دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص فرشتہ بھی آپ کی خدمت میں بھیجا، جو اس سے پہلے کبھی اس دنیا میں آیا ہی نہیں تھا۔ صحیح مسلم کی روایت میں آتا ہے۔

حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں تشریف فرما تھے کہ اوپر کی سمت سے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے سر اُوپر کی طرف اٹھایا اور عرض کیا کہ یہ آج آسمان کا ایک ایسا دروازہ کھلا ہے، جو آج سے پہلے کبھی بھی نہیں کھولا گیا تھا۔

(جاری ہے)

رُشدی وہُدیٰ کے نیّرِ اعظم

مفتی محمد سعید خان

ہادی کامل رہبرِ اعظم ، مصدرِ فیض و رحمتِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلّم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
مہبطِ وحیِ خالقِ عالم ، صاحبِ اسریٰ مُرسلِ خاتم
صلی اللہ علیہ وسلّم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
رشد وہدیٰ کے نیّرِ اعظم ، باعثِ فخرِ حضرتِ آدمؑ
صلی اللہ علیہ وسلّم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
ان کا سایہ رحمتِ عالم ، بعدِ خدا وہ سب سے معظم
صلی اللہ علیہ وسلّم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
اُن کا عالَم اللہ اللہ ، قرب و رضا و رحمت مدغم
صلی اللہ علیہ وسلّم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
جودوسخا کا شوق کا عالَم ، علم وصحووحکم کا عالَم
صلی اللہ علیہ وسلّم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
رمزِ قرب کا تنہا عالِم ، ان کا عالَم قُرب کا عالَم
صلی اللہ علیہ وسلّم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
لامتناہی قرب کا عالم ، ان کا عالم ، انہی کا عالم
صلی اللہ علیہ وسلّم ، صلی اللہ علیہ وسلّم
اب تک یاد سعیدؔ ہے ان کا ، مدہم لہجہ ، شاہ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلّم ، صلی اللہ علیہ وسلّم

※......※......※

تیار کردہ: وحید حفیظ گھی انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ (فوجی بناسپتی) پلاٹ نمبر 2-B، انڈسٹریل سٹیٹ حطار، پاکستان

فون نمبر: 0995-617256,617257,617010

فیکس نمبر: 617011